پنجاب میں نو آبادیاتی نظام کا فروغ اور حربے

سعدیہ منور، لیکچرر، گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین، شاہدرہ لاہور

Abstract

"In this essay is discussed the background of 'the colonial system generally in Sub-continent and especially in Punjab'. In which, over all, British wanted to establish a strong colonial (English) system be depriving the rights of Punjabians.

The implemented English and Urdu on every level instead of local language 'Punjabi', while Urdu and English language try to remove Punjabi language completely, which is based on "the deprived from the right of speech and self respect of Punjabians". In this way they uprooted and destroyed the whole system and weekend Punjabians by effecting culturally, economically and especially by literally."

پندرھویں صدی کے آخر تک برعظیم اور یورپی ملکوں کے درمیان تجارتی روابط کا ذریعہ عرب، مصر اور وسط ایشیائی ممالک تھے۔ عربی اور مصری تاجر برعظیم سے گرم مصالحے اور نفیس کپڑے بحیرۂ روم کے ذریعے یورپ لے جاتے۔ پندرھویں صدی کے آخر تک پرتگالی قزاق بحیرۂ روم میں داخل ہو چکے تھے۔ واسکوڈے گاما ایک سمندری قزاق تھا۔ وہ ۱۴۹۸ء میں جنوبی ہند کی بندرگاہ کالی کٹ پہنچا۔[۱] اور گوّا پر اپنا قبضہ جما لیا۔ کالی کٹ کے راجا نے اس کو شکست دی مگر سمندر میں بحری طور پر مضبوط نہ ہونے کے باعث اس کو ہرا نہ سکا۔ پرتگالیوں نے بھرپور کوششوں سے بعد میں گوا کو اپنا سمندری اڈا بنا لیا۔ پرتگالیوں کے بعد ولندیزی، فرانسیسی اور برطانوی بھی بحر ہند کے ذریعے برعظیم تجارت کی غرض سے آنے لگے۔ برعظیم کے مصالحوں، نفیس کپڑے اور ہاتھی دانت کی بنی اشیاء کی یورپ کے علاوہ پوری دُنیا میں مانگ تھی۔ اس لیے بیرونی دُنیا کے تاجر بالعموم اور یورپی ممالک کے تاجر بالخصوص برعظیم میں تجارت کی طرف راغب ہو رہے تھے۔

> ''انگریزوں نے ۱۶۱۲ء میں سورت کے مقام پر اپنی پہلی مستقل چھاؤنی قائم کی۔ اور ہندوستان سے گرم مصالحہ، نفیس کپڑا وغیرہ یورپ لے جا کر دولت کمانے لگے۔ انگریزی حکومت کا سفیر (سرتھامس رو) بادشاہ جہانگیر کے دربار میں پہنچا اور اس نے ۱۶۴۱ء میں مدراس کے مقام پر اپنا تجارتی اڈہ قائم کر لیا۔ ۱۶۶۵ء میں انگریز بمبئ پہنچ گئے۔ اس طرح مغل بادشاہوں سے رعایت لیتے ہوئے وہ ۱۶۹۰ء میں ہگلی دریا کے کنارے مچھیروں کے ایک چھوٹے سے گاؤں میں پہنچے اور تجارتی مرکز قائم کر لیا۔ یہی گاؤں

بعد میں کلکتہ بنا۔''[۲]

پہلے پہل انگریزوں کو صرف برعظیم کی تجارت سے دلچسپی تھی۔ مگر اورنگ زیب کی وفات کے بعد مغل شہزادوں میں تخت نشینی کے حصول کے لیے چھڑی خانہ جنگی نے ملک میں انتشار کی صورتحال پیدا کر کے مغل حکومت کو کمزور کر دیا۔ جس کے باعث بہت سارے نوابین اور راجاؤں نے حکومت کی اطاعت سے انکار کرتے ہوئے اپنی الگ الگ ریاستیں قائم کر لیں۔ انگریزوں نے اس صورتحال کا خوب فائدہ اُٹھایا۔ اب انھوں نے مغل بادشاہوں سے تجارتی مراعات حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے سارے تجارتی یورپی حریفوں (ولینڈ یزیوں، پرتگالیوں اور فرانسیسوں) بھی کو برعظیم کی تجارت سے بے دخل کر دیا۔ برعظیم کی تجارت پر بلاشراکت غیرے حاوی ہونے کے بعد انھوں نے حکومتی معاملات میں بھی دخل اندازی کرنی شروع کر دی۔

انگریزوں نے ۱۷۵۷ء میں جنگ پلاسی جیتنے کے بعد سب سے پہلے بنگال پر قبضہ کیا[۳] اور صوبے کے تمام مالی اور دیوانی اختیارات اپنے کنٹرول میں لے لئے۔ اس دوران انگریز نوابین کو لڑا کر اپنی مرضی کا بادشاہ تخت پر بٹھاتے اور اس سے (جگا ٹیکس) نذرانے وصول کرتے رہتے۔ انکار کی صورت میں نواب کو ''راج گدی'' سے زمین پر پٹخ دیتے۔

اس طرح ۱۸۴۵ء تک سوائے پنجاب کے انگریز جنوب مشرق میں مدراس، بمبئی، کلکتہ، بنگال، بہار، دلی، آگرہ اور اودھ پر قبضہ جما چکے تھے۔ ان علاقوں پر قبضے کے بعد انگریزوں نے مقبوضہ ریاستوں کے کسانوں کو فوج میں بھرتی کرنے کے بعد پنجاب پر قبضے کی کوششیں بھی تیز کر دیں۔ پنجاب پر انگریزوں کے تسلط سے پہلے ہم پنجاب کے حالات، تاریخ اور محل وقوع کو سرسری بیان کریں گے جن کے باعث انگریز قوم نے اس خطے کو محکوم بنانے کی خواہش کی۔

پنجاب پانچ دریاؤں کی سرزمین ہے۔ اور قدرتی دولت سے مالا مال خطہ ہے۔ پنجاب اپنی زرخیزی اور شادابی اور قدرتی ذرائع سے مالا مال ہونے کی وجہ سے زمانہ قدیم سے ہی پوری دُنیا کے حملہ آوروں کے لیے کشش کا باعث رہا ہے۔ تفصیل کے لیے سیّد محمد لطیف کی ''ہسٹری آف پنجاب'' دیکھی جا سکتی ہے۔

زمانہ قدیم میں دراوڑ، آریہ، یونانی، غزنوی، لودھی، اور منگول حکمرانوں نے پنجاب پر حملے کئے اور بالآخر پنجاب بھی ان کی حکمرانی میں آ گیا۔ مغلیہ دور میں پنجاب امن و امان اور خوشحالی سے بھرپور خطہ رہا۔ مگر اورنگ زیب کی وفات (۱۷۰۷ء) کے بعد یہاں بھی بدامنی اور انتشار کا زور تھا۔ جس کی وجہ سے پنجاب میں بھی کئی مقامی طاقتیں سر اُٹھا چکی تھیں۔ جن میں سکھ نمایاں تھے۔ ان کے گورو گوبند سنگھ نے مغل، شوالک اور پہاڑی راجاؤں کے ساتھ ۱۴ جنگیں لڑیں۔ مگر ان کو مغل بادشاہ بہادر شاہ سے مذاکرات کے بہانے ۷ اکتوبر ۱۷۰۸ء کو نانڈیٹر میں قتل کر دیا گیا۔ جس کے بعد سکھ قوم ایک زبردست جنگی اور سیاسی طاقت کے طور پر اُبھری۔ اب انھوں نے مغل دربار کے ساتھ براہِ راست جنگ لڑنے کا فیصلہ کیا۔ کیونکہ نادر شاہ اور احمد شاہ ابدالی کے حملوں نے تاجِ مغلیہ کا رہا سہا وقار بھی ختم کر دیا تھا۔ اور سکھوں کی بڑھتی ہوئی طاقت کو دیکھتے ہوئے احمد شاہ ابدالی بھی اپنے آٹھویں حملے میں بغیر جنگ کیے ہی لوٹ گیا تھا۔ پنجاب میں سکھوں کی بارہ مسلیں بن چکی تھیں۔ شکر چکیہ مسل کا حاکم سردار چڑھت سنگھ تھا۔ اس کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا مہاں سنگھ حاکم بنا اور اس نے اپنی سلطنت کو مزید بڑھایا جبکہ اس کے بعد رنجیت سنگھ حاکم بنا۔ مگر رنجیت سنگھ ان دونوں سے دانا ثابت ہوا۔ اس نے ۱۷۹۹ء میں لاہور پر قبضہ کر لیا اور ۱۸۰۱ء میں اپنے مہاراجہ ہونے کا اعلان کرنے کے ساتھ اپنے نام کا سکہ بھی جاری کر دیا۔[۴]

جس کو نانک شاہی سکہ کہا جاتا تھا۔ رنجیت سنگھ نے چھ مسلوں (شکر چکیہ، نکئی، کنہیا، بھنگی، رام گڑھیا، آہلو والیہ) کو ملا کر آزاد ''پنجابی راج'' کی بنیاد رکھی۔ ۱۸۰۵ء تک انگریزوں کی سیاسی حکمت عملی یہ تھی کہ دریائے جمنا کے مشرقی مقبوضہ علاقوں کو مضبوط کیا جائے اور مغرب کی طرف پیش قدمی نہ کی جائے۔ مگر نپولن کی جنگوں، فرانس اور روس کی طرف سے ہندوساان پر حملے کی خبروں نے انگریزوں کو چوکس کر دیا کہ وہ دریائے ستلج کی بھی حفاظت کریں۔ لہٰذا محفوظ مغربی سرحد کی ضرورت کے پیش نظر انگریزوں نے منشی یوسف کے ذریعے رنجیت سنگھ کو دوستی کی پیش کش کی۔ رنجیت سنگھ نے نہ صرف یہ پیش کش قبول کر لی بلکہ کپور تھلے دے سردار فتح سنگھ آہلو والیے دی صلاح نال ۱ جنوری ۱۸۰۶ءنوں انگریزاں نال دوستی دی وی سندھی (معاہدہ) کرلئی۔ ۵

اس معاہدے کے مطابق انگریز سکھوں کے دشمنوں کے ساتھ اور سکھ انگریزوں کے دشمنوں کے ساتھ دوستی نہیں کریں گے اس کے علاوہ انگریز سکھوں کی حکومت اور علاقوں پر کبھی قبضہ نہیں کریں گے۔ مگر جب انگریزوں نے اپنے حریفوں (فرانس، روس، ہالینڈ اور پرتگال) پر پوری طرح قابو پا لیا اور ہندوستان میں اپنی حکومت مضبوط کر لی تو ۱۸۰۵ء کے بعد ان کی پالیسی بدل گئی۔ اب انہوں نے پنجاب اور پنجابیوں میں بھی ''تقسیم کرو اور راج'' والا فارمولا استعمال کرنا شروع کر دیا۔ انگریزوں نے مالوے کی تمام پنجابی ریاستوں کا اپنے ساتھ الحاق کر لیا۔ اور رنجیت سنگھ کے ساتھ معاہدہ امرتسر (۱۸۰۹ء) کر کے اس کو ان ریاستوں میں دخل اندازی سے منع کر دیا۔ (اس کو صلح نامہ امرتسر بھی کہا جاتا ہے)۔

اس طرح پنجابیوں کی مشترکہ سلطنت کو مالوے، ماجھے دوآبے کے دو حصوں میں بانٹ کر ان کی طاقت کو کمزور کر دیا گیا۔ اس معاہدے کی رو سے رنجیت سنگھ نے تو ہمیشہ انگریزوں کے ساتھ دوستی نبھائی اور اس کے ہر دشمن (راجہ بھوسلے، نیپالی راجہ، بھرت پور کا راجہ) اور مشکل جنگی محاذ (نیپال اور برما کی لڑائی) میں نبرد آزما ہونے کے لیے انگریزوں کا پورا پورا ساتھ دیا۔ کننگھم اس بارے میں لکھتا ہے:

> ''دوستی جس اتے مہاراجہ سدا پکا رہیا تے سنبدھ جس توں مہاراجے نے پچھا چھڈاون دا کدی جتن نہیں کیتا، اوہ سی سرکار انگریزی نال۔'' ۶

مگر انگریزوں نے رنجیت سنگھ کے ساتھ ہمیشہ دوغلی پالیسی اپنائے رکھی۔ جب اس نے اپنی سلطنت کی وسعت کے لیے شمالی پنجاب، پشاور، کشمیر اور لداخ کی فتح کے بعد سندھ کی جانب رُخ کیا تو انگریزوں نے سندھی وڈیروں سے زبردستی اپنے حق میں فیصلہ کروا لیا اور رنجیت سنگھ کو سندھ کی طرف بڑھنے سے منع کر دیا۔ اس کا جغرافیائی اور معاشی سبب یہ بھی تھا کہ رنجیت اگر سندھ پر قبضہ کر لیتا تو اس کے بیرونی دُنیا سے تجارتی روابط ہو جاتے اور پنجاب معاشی اور جغرافیائی طور پر بہت خوشحال ہو جاتا۔ دوسرا بلوچستان اور سندھ پر قبضے کے ذریعے انگریز افغانستان پر قبضہ کر کے پنجاب کو چاروں اطراف سے اپنے مقبوضہ علاقوں میں گھیرنا چاہتا تھا تا کہ پنجاب کی سرحدوں کو کمزور کر کے اس پر آسانی سے قبضہ کیا جا سکے۔ آخر تمام تر سازشوں کے باوجود اس نے اپنی الگ مضبوط پنجابی ریاست قائم کر لی۔ رنجیت سنگھ ۲۷ جون ۱۸۳۹ء کو فوت ہو گیا۔ ۷

رنجیت سنگھ کی موت کے بعد پنجابی سرکار اور دربار کا نظام بھی بگڑ گیا۔ اس کے ساتھ جانشینوں میں کھڑک سنگھ، شیر سنگھ، تارا سنگھ، کشمیرا سنگھ، پشورا سنگھ، ملتانا سنگھ اور دلیپ سنگھ شامل تھے۔ وہ سب فرداً فرداً مختصر عرصے کے لیے تخت نشین ہوتے رہے مگر رنجیت سنگھ جیسا حکومتی انتظام و انصرام نہ کر پائے۔

رنجیت سنگھ کی موت کے بعد انگریزوں کے انداز و اطوار بھی بدل گئے۔ وہ ایک طرف تو تخت نشین بادشاہ کے ساتھ دوستی کا دم بھرتے رہے جبکہ دوسری طرف حکومتی کابینہ، اہلکاروں اور جاگیرداروں کوانعام و اکرام کے لالچ میں اپنے ساتھ ملاتے رہے۔ اس کے علاوہ دریائے ستلج کی طرف ان کی فوج اورفوجی سرگرمیوں میں دن بدن اضافہ اس بات کی چغلی کھاتا رہا کہ ان کا اگلا ہدف پنجاب پر قبضہ کرنا ہے۔ مگر پنجاب کے نمک حرام وزیرمشیر سب ٹھیک ہے،'' کچھ بھی نہیں''، ''کوئی مسئلہ نہیں، فکر کوئی بات نہیں'' کی رٹ لگائے بیٹھے تھے۔ یہ صورت حال دیکھتے ہوئے پنجابی فوج نے اپنے طور پر ہی انگریزوں کا مقابلہ کرنے کا اعلان کر دیا اور۱۸۴۴ء میں ۶۰ توپوں اور سات بریگیڈیئر کے ساتھ ستلج کی سرحد کی طرف بڑھ گئی۔ مگر وزیراعظم مسر لال سنگھ نے اس جنگ کا سارا جنگی نقشہ پہلے ہی انگریزوں کو پہنچا دیا۔ مگر پھر بھی انگریز فوج ہار گئی اور پنجابی فوج جیت گئی۔ تھاربرن تسلیم کرتا ہے کہ:

''جے لال سنگھ انگریزاں نال رلیا نہ ہوندا تاں ہوسکدا سی کہ خالصہ فوج مارو مار کر دی دلی تائیں اپڑ جاندی۔''[۸]

اس کے بعد انگریزی اور پنجابی فوج کے درمیان رن مدکی، پھیرو، بدووال، علی وال، اور سبھراواں میں لگا۔ مسر لال سنگھ، مسر تیج سنگھ اور ڈوگرہ برادران نے نہ صرف ان جنگوں کے تمام نقشے انگریز کمانڈوز کو پہلے سے بھیج دیئے۔ بلکہ جنگ کے دوران میدان جنگ سے بھاگ کر فوج کو اسلحہ اور خوراک کی سپلائی بھی بند کروا دی۔ پنجابی فوج بغیر اسلحے اور کمانڈوز کیبھو کی پیاسی لڑتی رہی۔ مگر کب تک، آخر انگریز فوج ۱۸۴۶ء میں پنجاب داخل ہوگئی۔ انگریز افواج پنجاب میں امن و امان بہتر کرنے کی آڑ میں اپنی حکومت اور قبضے کے انتظامات مکمل کرنے کی منصوبہ بندی کرتی رہیں۔ تاکہ پنجاب دوبارہ جنگی طور پر ان کا مقابلہ کرکے آزاد ہونے کے قابل نہ رہے۔ ڈاکٹر گنڈا سنگھ لکھتے ہیں:

''۲۳ اکتوبر ۱۸۴۷ء نوں سر ہنری ہارڈنگ نے ہنری لارنس نوں لکھیا سی۔ اوہ پنجاب وچ پکی طرح ایہہ سمجھ کے راج پربندھ کرے کہ پنجاب نوں مڑ آزاد ہون دی کوئی منشا نہ رہوے۔''[۹]

انگریزوں نے اپنا یہ مقصد دلیپ سنگھ اور پنجابی عوام کے گارڈین بن کے حاصل کیا۔ مگر جب پنجابی حکمران، درباری، فوج اور عوام انگریزوں کی ان خفیہ سازشوں اور قبضے کی منصوبہ بندی کو سمجھ گئے تو تب انھوں نے اپنے ملک کی آزادی کو بچانے کے لیے ۱۸۴۹ء میں آخری بار قابض حکمران کے ساتھ ٹکر لی۔ مگر انگریزوں کے پاس تازہ دم فوج اور جدید اسلحہ تھا جبکہ پنجابی فوج کے تو حکمران اور کمانڈوز بھی انگریزوں کے زرخرید غلام بن چکے تھے۔ لہٰذا ان کے پاس صرف وطن کی محبت کا جذبہ تھا۔ اسی جذبے کی بناء پر پنجابی فوج بہت بہادری اور سرفروشی کے ساتھ انگریزوں سے لڑی مگر پھر بھی ہار گئی۔ اور انھیں مجبوراً انگریزی حکومت کے سامنے ہتھیار ڈالنے پڑے۔

اس طرح انگریز حکمرانوں نے پنجابی حکمرانوں کی باہمی رنجشوں سے فائدہ اُٹھا کر پہلے پنجابی درباریوں، وزیروں اور مشیروں کو اپنے ساتھ ملا لیا۔ پھر حکومتی معاملات تک رسائی کے بعد ''پنجابی فوج'' جو نہ بکی تھی اور جسے نہ خریدا جا سکا تھا اس کے حکمرانوں اور کمانڈوز کو خرید کر اسلحہ اور خوراک کی عدم دستیابی کے باعث اسے بھی ہرا دیا۔ ۲۹ مارچ ۱۸۴۹ء کو پنجاب کا انگریز حکومت کے ساتھ الحاق کر دیا گیا۔ یہ انگریزوں کی ایک بہت بڑی فتح تھی۔ اب سلطنتِ پنجاب بھی سلطنتِ برطانیہ کا ایک صوبہ

بن گئی تھی۔ اس تاریخی واقعہ کے بارے میں سیّد محمد لطیف رقمطراز ہیں:

> "The conquest of the Punjab was a great military achievement for the British. By the acquisition of that vast province, the conquest of India by the British nation may be said to have been completed, and the empire of Hindostan brought within its natural boundaries the Indus, the 'Forbidden river' the historical boundary of India, the Stupendous Himalayas and the great Indian Ocean." [۱۰]

انگریزوں نے پنجاب کا سلطنت برطانیہ کے ساتھ الحاق کرنے کے بعد انتظامی، مالی، معاشی، معاشرتی، تعلیمی، ادبی، لسانی ہر شعبے میں وہ اصلاحات نافذ کیں۔ جن کا مقصد پنجاب کو ہر حوالے سے کمزور کرنا جب کہ حکومت برطانیہ (نوآبادیاتی نظام) کو مضبوط اور توانا بنانا تھا۔

پنجاب پر قبضے کے بعد انگریز حکومت نے وہی حربے اور انداز اپنائے جو ایک قابض حکمران اپنا تسلط مضبوط کرنے کے لیے اختیار کرتا ہے۔ انھوں نے سب سے پہلے پنجابی عوام کو شعوری اور لاشعوری طور پر یہ بات باور کروائی کہ وہ ''پنجاب اور پنجابی عوام'' کے لیے خدائی تحفہ ہیں۔ انہیں کی بدولت پنجاب میں امن و امان اور خوشحالی کا دور قائم ہوا ہے۔ جبکہ رنجیت سنگھ کے دورِ حکومت نے پنجاب کو سوائے بدامنی اور لوٹ مار کے کچھ نہیں دیا تھا۔ انگریز حکومت کی یہ آراء رنجیت سنگھ کی اولاد پر بھی پوری طرح لاگو نہیں ہوتی کیونکہ وہ بھی اپنی نااہلی، نالائقی اور باہمی رنجشوں سے زیادہ انگریزوں کی سازشوں اور دھوکہ دہی کا شکار ہوئے تھے۔ جبکہ رنجیت سنگھ ایک قابل، دانا اور رحم دل حکمران تھا۔ ڈاکٹر مبارک علی لکھتے ہیں:

> ''فقیر وحید الدین نے رنجیت سنگھ کے ایک فرمان کی نقل شائع کی ہے جس میں اس نے حکم دیا ہے کہ اس کی مملکت میں رہنے والے تمام لوگوں کی حفاظت کی جائے اس نے خصوصی اعلان کیا کہ وہ کبھی یہ برداشت نہیں کرے گا کہ لکڑ ہارے، چارہ فروخت کرنے والے، تیل بیچنے والے، اور گھوڑوں کی نعل بندی کرنے والوں کے ساتھ ظلم ہو اور اعمال انہیں ستائیں۔ اس نے اپنی حکومت کے عہدیداروں کو خبردار کیا کہ رعیت کو ظلم و ستم سے بچائیں اور ہر فرد کی جان و مال کی حفاظت کریں۔'' [۱۱]

اس بیان سے صاف ظاہر ہے کہ رنجیت سنگھ نے پنجاب اور پنجابی عوام کو نہ صرف افغانیوں اور درانیوں کے حملوں سے بچا کے امن و امان قائم کیا بلکہ حکومتی کارندوں کی بے جا لوٹ مار اور ظلم و ستم سے بھی بچایا۔

اصل میں ہر قابض حکمران اپنے قبضے اور تسلط کو جائز اور دست قرار دینے کے لیے ایسے ہی حربے اختیار کرتے ہیں۔ وہ اپنے سے پہلے والے حکمرانوں کو ظالم، جابر، نالائق اور سست قرار دیتے ہیں۔ اور پنجابی حکمرانوں کے لیے انگریزوں کی طرف سے ایسے طرزِ عمل کی وجہ ایک اور حقیقت بھی ہے وہ یہ کہ اگر پنجابی دربار کے اہلکار اور وزراء [۱۲] انگریزوں کا ساتھ نہ دیتے تو پنجاب پر انگریزی تسلط و قبضہ کبھی بھی ممکن نہ ہوتا۔

پنجاب کا سلطنت برطانیہ کے ساتھ الحاق کرنے کے بعد انگریزوں نے ہر وہ حربہ اختیار کیا جس کے ذریعے ''پنجاب اور پنجابیوں'' کا زیادہ سے زیادہ استحصال ہو سکے۔ انہوں نے پنجاب کی عوام، ذرائع وسائل کی مکمل معلومات حاصل کرنے کے

لیے مختلف قسم کے سروے کروائے۔ ان سرویز کے ذریعے نہ صرف پنجابی عوام کے متعلق تمام معلومات حاصل کی گئیں بلکہ پنجاب کا رقبہ اس کی زرخیزی، معدنیات کے ذخائر اور ان سے حاصل ہونے والے مالیہ کی شرح کے بارے میں بھی معلومات حاصل کی گئیں۔ یہ سروے رپورٹیں، مردم شماری اور گزیٹر وغیرہ پر مشتمل تھیں۔ ان سروے اور مردم شماری رپورٹس نے قابض حکمرانوں کو پنجاب اور پنجابیوں کی مکمل تسخیر کے لیے معلومات فراہم کیں۔ تفصیل کے لیے برنارڈ ایس کوہن کی کتاب (Colomialims and Knowledge of Forms its) دیکھیں۔

ان سروے رپورٹس کے ذریعے کسی بھی مقبوضہ ملک کے بارے میں طبعی، غیر طبعی، تجارتی، معاشی، زمینی، زرعی اور نقشہ جاتی واقفیت حاصل کی جاتی ہے۔ جبکہ مردم شماری کی رپورٹس نے تو پنجابی اور ہندوستانی عوام کی سماجی، تہذیبی، علمی اور مذہبی حتی کہ زندگی کے ہر پہلو کو قابض حکمران کے سامنے روز روشن کی طرح عیاں کر دیا تھا۔

برناڈ ایس کوہن مردم شماری کے متعلق لکھتے ہیں:

مردم شماری کا اصل مقصد عوام کی گنتی کرنا اور علاقے کے ذرائع اور مسائل میں توازن قائم کرنا ہے۔ مگر نوآبادیاتی دور میں کی گئی مردم شماری کے وسیع تر مقاصد تھے۔ اس کے ذریعے صرف عوام کی تعداد کو شمار نہیں کیا گیا بلکہ اس کو مذہبی، علاقائی اور لسانی طور پر تقسیم کیا گیا۔ جیسے مذہب اور ذات کا خانہ رکھ کر پنجاب کی عوام کو مذہب اور ذاتوں کے ذریعے مختلف گروہوں اور قبیلوں میں بانٹ کر کمزور کیا گیا۔

اس طرح مردم شماری کے ذریعے ہندوستانی اور پنجابی معاشرے اور عوام کو مذہبی طور پر تین قوموں ہندو، سکھ، اور مسلمان میں تقسیم کر دیا گیا۔ مذہبی تقسیم کے بعد مزید تقسیم ذات پات کے نظام کے ذریعے کی گئی جس کا مقصد عوام کو مزید گروہوں اور قبیلوں میں تقسیم کر کے اس کی متحدہ علاقائی و لسانی وحدت کو کمزور کرنے کی کوشش کرنا جبکہ اس طرح قابض حکمران کو اعلیٰ و برتر ثابت کرنا بھی تھا۔

اس تقسیم میں مزید شدت نئے بندوبست اراضی، ووٹ کے حق، لینڈ ایلی نیشن بل نے پیدا کی۔ اس طرح پنجابی عوام کو مذہبی طور پر تقسیم کر کے ان کو قومی، ملکی، ثقافتی، سماجی، لسانی و ادبی وحدت و اتحاد اور طاقت و یکجہتی کو ریزہ ریزہ کر کے انہیں معاشی اور معاشرتی طور پر بھی کمزور کیا گیا۔ انگریزوں نے ووٹ کا حق دیتے ہوئے بھی سماجی مقام و مرتبے کے واضح فرق کو قائم رکھا۔

پنجاب میں انگریزی تسلط جاگیرداروں اور اعلیٰ حکومتی اہلکاروں کی مدد سے ہی ممکن ہوا۔ بلکہ ۱۸۵۷ء کا غدر بھی انہی جاگیرداروں، نئی اشرافیہ اور حکومتی اہلکاروں کی مدد سے دبایا جا سکا۔ پنجابی جاگیرداروں، اشرافیہ اور حکومتی اہلکاروں کے اور اس تعاون کے باعث ۱۸۵۷ء کے بعد مقبوضہ پنجاب کے لئے قابض حکمران کی پالیسی بالکل ہی بدل گئی۔ ہندوستان کی باقی ریاستوں پر قبضے کے بعد انگریز براہ راست زمینداروں کی بجائے عوام سے تعلق استوار کرتے تھے تا کہ عوام ان کی دلدادہ ہو کر ان کی مخالفت نہ کرے۔ مگر ۱۸۴۹ء میں پنجاب پر قبضے اور ۱۸۵۷ء کے غدر کے دوران پنجابی جاگیرداروں اور حکومتی کارندوں کے تعاون نے انگریز حکمرانوں کی سوچ بدل دی۔ ۱۸۵۷ء میں تمام عام ہندوستانی عوام، پرانے جاگیردار اور ان کے مصاحبین انگریزوں کے خلاف آزادی کی جنگ لڑ رہے تھے مگر نیا جاگیردار، اشرافیہ، انگریزی پڑھا لکھا طبقہ انگریزوں کی حمایت کر رہا تھا۔

مگر اس وقت پنجابی جاگیردار نے انگریز ''صاحب بہادر'' کا اعتماد جیتنے کے لیے خلاف توقع روش اپنائی۔ انھوں نے یہ جانتے ہوئے بھی کہ پنجابی عوام میں بےشمار رائے احمد خاں کھرل اور مراد فتیانہ موجود ہیں پھر بھی انگریزوں کا ساتھ دیا۔ پنجاب پر قبضے کے بعد انگریزوں نے اپنی فوجی ضروریات کا نصف پنجاب سے پورا کیا اور پنجابی قوم کو مارشل ریس کا درجہ دیا۔ ان کو تنخواہ کے ساتھ ساتھ زرعی زمینیں تک الاٹ کی گئیں حالانکہ باقی ہندوستانی فوج کو ان عنایات سے محروم رکھا جاتا تھا(۱۸۵۷ء) میں پنجابی جاگیرداروں کا انگریزوں کا ساتھ دینے کی بڑی وجہ یہ بھی تھی کہ مشرقی ہندوستان کی عوام کے تعاون کے باعث ہی انگریزوں نے پنجاب پر قبضہ کیا اور پھر انھیں کے ایماء[ا] پر پنجاب میں پنجابی کی جگہ اردو لاگو کر کے ان کی الگ لسانی شناخت کو ختم کر دیا گیا۔ اس لیے اب پنجابی جاگیرداروں نے موقع سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے اپنی الگ شناخت اور پہچان کو قائم رکھنے اور انگریزوں کا اعتماد جیتنے کے لیے انگریزوں کا ساتھ دیا۔

۱۸۵۷ء کے غدر کو ناکام بنانے میں تعاون کرنے والے والیانِ سلطنت اور جاگیرداروں پر بعد میں عنایات کی بارش کر دی گئی۔ (تفصیل کے لیے The Punjab Chiefs by W.L Conran, H. D. Craik دیکھئے)

انگریز سروے کے ذریعے پنجاب کی زرخیزی اور ذرائع وسائل کا اچھی طرح تخمینہ لگا چکے تھے۔ لہٰذا اب انھوں نے ہر وہ اقدام اُٹھایا جس کے ذریعے پنجاب کا زیادہ سے زیادہ استحصال کیا جا سکے۔ انگریزوں نے پنجاب میں دنیا کا بہترین نہری نظام متعارف کروایا۔ زرعی ٹیکنالوجی میں پنجاب سارے ہندوستان سے بڑھ کر تھا۔

اگر دیکھا جائے تو انگریزوں نے پنجاب میں زرعی نظام، نہری نظام، کالونائزیشن بل، لینڈ ایلی نیشن بل، مالیہ کا نظام، آبیانہ کا نفاذ اور زمین کی انفرادی ملکیت کا قانون، ریل کا نظام، برقی تار کا رنظام متعارف کروا کر بیشتر اصلاحات کیں مگر تعلیمی نظام کو بہتر بنانے کے لیے کوئی پالیسی مرتب نہیں کی۔ بلکہ پرانے تعلیمی نظام میں بھی رخنہ ڈال دیا۔ انھوں نے پنجاب میں نافذ کی گئی ہر اصلاحات کے ذریعے یہاں مذہبی شدت پسندی، جنون اور فرقہ واریت کو فروغ دیا۔ یہاں تک کہ تعلیمی نظام بھی عیسائیت اور برطانوی نوآبادیاتی نظام کے فروغ کا ہی ذریعہ تھا۔

دراصل انگریز حکمران پنجابی عوام سے ان کی شناخت اور پہچان کو چھیننا چاہتا تھا۔ کیونکہ وہ ایک طویل اور صبر آزما جدوجہد کے بعد پنجاب پر قبضہ کرنے کے قابل ہوئے تھے۔ اس لیے وہ یہاں اپنے حکومتی نظام کی جڑیں اس حد تک مضبوط کرنا چاہتے تھے کہ وہ ابدی صورت اختیار کر جائیں (آج ہم آزادی کے بعد بھی اس نظام کے اثرات دیکھ سکتے ہیں۔)

انگریزوں نے شعوری طور پر ایسی اصلاحات کا نفاذ کیا جن سے پنجابیوں کی خودداری، آزادی چھن جائے اور وہ علمی، لسانی، اور تہذیبی حوالے سے ابدی احساس کمتری میں مبتلا ہو جائیں۔ مثال کے طور پر انگریزوں نے اپنے دوسرے مقبوضات میں انگریزی کے ساتھ مقامی زبان کو بھی سرکاری زبان کا درجہ دیا مگر پنجاب میں ان کی یہ پالیسی یکسر ہی بدل گئی۔ انھوں نے پنجاب میں انتظامی امور کی ادائیگی کے لیے پنجابیوں کو بھرتی کرنے کی بجائے اردو بولنے والے افراد کو بھرتی کیا اور اردو کو ہی پنجاب کی مقامی سرکاری اور عدالتی زبان قرار دیا۔

اس طرح پنجاب میں لسانی فرقہ واریت کو فروغ دینے اور پنجابیوں سے ان کی لسانی شناخت چھیننے کی باقاعدہ راہ ہموار کی گئی۔ کہا گیا کہ پنجابی اپنے بیشتر لہجوں کی رنگا رنگی کے باعث بہت عظیم اور اعلیٰ زبان ہے مگر انھی لہجوں کی بناء پر اس کو

انتظامی حوالے سے کمزور قرار دے کر اردو کو پنجابی اور پنجابیوں پر مسلط کر دیا گیا۔ یہاں تک کہ پنجابی کو تعلیمی نظام سے بھی یکسر خارج کر دیا گیا۔ پنجابی کے ساتھ یہ تضاداتی فرق آزادی کے بعد بھی کافی حد تک جاری ہے(Nijjar B.S) لکھتے ہیں:

> "The Languages of Punjabi were equally confusing. There was a sufficient verity of spoken languages In the two western Dobas, Persian or Dialects derived from it, were current; in the eastern Party Punjabi..... the difficulty of establishing a settled government and administering justice amidst these languages was great. An arrangement was ultimately reached that Urdu should be the official language of the eastern and Persian of the western half of the Punjab, and this compromise had been found to work well."[۱۲]

حواشی:

۱۔ مبشر حسن، شاہراہ انقلاب، لاہور: رپن پبلشنگ پریس، س۔ن، ص:۲۳

۲۔ بھگت سنگھ بلگہ، پنجاب کی سیاسی جدوجہد، مترجم: یاسر جواد، لاہور: فکشن ہاؤس، ۲۰۰۳ء، ص:۱۱

۳۔ ای۔ مارسڈن، تاریخ ہند، مترجم: لالہ جیارام خلیفہ عماد الدین، لاہور: بک ہوم، ۲۰۱۰ء

۴۔ شاہ محمد، جنگ ہند پنجاب، مرتب: محمد آصف خاں، لاہور: عزیز پبلشرز، ۱۹۷۲ء، ص: ۳۵

۵۔ گنڈا سنگھ، ڈاکٹر، پنجاب اتے انگریزاں دا قبضہ، لاہور: سچیت کتاب گھر، ۲۰۰۵ء، ص:۹

۶۔ ایضاً، ص:۱۴

۷۔ شاہ محمد، جنگ ہند پنجاب، مرتب: محمد آصف خاں، ص:۵۳

۸۔ ایضاً، ص: ۵۷

۹۔ گنڈا سنگھ، ڈاکٹر، پنجاب اتے انگریزاں دا قبضہ، ص: ۱۲۷

۱۰۔ Syad M. Latif, p. 573

۱۱۔ مبارک علی، ڈاکٹر، تاریخ کی تلاش، لاہور: فکشن ہاؤس، ۲۰۰۳ء، ص: ۱۶۳

۱۲۔ Dr. Bakhshis Sing Nijjar, Punjab Under the British Rule, Lahore: Book Traders, N.D, p. 1

☆☆☆